مولوی اشرف علی تھانوی کا ادبی سرقہ

منیر الدین احمد

میرے زندگی نامہ "ڈھلتے سائے" پر نقطہ نظر۔ اسلام آباد (اپریل۔ستمبر ۲۰۰۸ء) میں تبصرہ کرتے ہوئے ایک مبصر نے، جس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا، ہمارے آبائی گاؤں چنگا بنگیال کے بارے میں لکھا۔

"اس گاؤں کی دور و نزدیک جو بھی شہرت ہے، اس کا سبب ان کے جد امجد مولوی محمد فضل خان (۱۸۶۸ء۔۱۹۳۸ء) کی ذات تھی۔ وہ ابن عربی کے شارح تھے اور غالباً ابن عربی سے دلچسپی ہی انہیں مرزا غلام احمد (م ۱۹۰۸ء) تک لے گئی تھی۔ وہ اپنے خاندان اور ایک حد تک دور تک اپنے علاقے میں احمدیت کے تعارف کنندہ تھے۔ ان کی تالیف "اسرار شریعت" مولانا اشرف علی تھانوی کے بقول اگرچہ رطب و یابس کا مجموعہ ہے، لیکن مولانا تھانوی نے اپنی تالیف **"المصالح العقلیه لاحکام النقلیه"** میں مؤلف کا نام صیغہ راز میں رکھتے ہوئے اس سے اخذ و اقتباس کیا"۔

یہ تبصرہ پڑھ کر مجھے مولانا تھانوی صاحب کی تالیف کو دیکھنے کا شوق پیدا ہوا تا کہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں کہ موصوف نے کن وجوہات کی بنا پر یہ رائے قائم کی تھی اور پھر آپ نے کس قدر اس کتاب میں سے اخذ و اقتباس کیا تھا۔ یہ کتاب ایک عرصے تک دستیاب نہ ہوسکی۔ اب حال میں مجھے مولانا تھانوی کی کتاب ملی، جس کی بنا پر یہ تحریر لکھی جا رہی ہے۔ کوائف کتاب یہ ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی

احکام اسلام عقل کی نظر میں

جس میں تمام شرعی احکام کی عقلی حکمتیں اور مصلحتیں احکام الٰہیہ کے اسرار و فلاسفی ظاہر کی گئی ہے اور ثابت کیا ہے کہ تمام احکام شریعت عین عقل کے مطابق ہیں۔

کراچی۔ مکتبہ عمر فاروق۔ نومبر ۲۰۰۹ء۔ ۳۰۶ صفحات

اس کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی دستیاب ہے۔

The Wisdom behind the commands of Islam

Karachi. Darul Ishaat. 2004. 424 pp.

کتاب کے مقدمہ میں جناب مصنف فرماتے ہیں۔
"بعد الحمد والصلوٰۃ یہ احقر مدعا نگار ہے کہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اصل مدار ثبوت احکام شرعیہ کا نصوص شرعیہ ہیں، جن کے بعد ان کے امتثال اور قبول کرنے میں ان میں کسی مصلحت وحکمت کے معلوم ہونے کا انتظار کرنا بالیقین حضرت سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ بغاوت ہے، جس طرح دنیوی سلطنتوں کے قوانین کی وجوہ واسباب اگر کسی کو معلوم نہ ہوں اور وہ اس معلوم نہ ہونے کے سبب ان قوانین کو نہ مانے اور یہ عذر کردے کہ بدون وجہ معلوم کئے ہوئے میں اس کو نہیں مان سکتا۔ تو کیا اس کے باغی ہونے میں کوئی عاقل شبہ کرسکتا ہے۔ تو کیا احکام شرعیہ کا مالک ان سلاطین دنیا سے بھی کم ہوگیا۔ غرض اس میں کوئی شک نہ رہا کہ اصل مدار ثبوت احکام شرعیہ فرعیہ کا نصوص شرعیہ ہیں۔ لیکن اسی طرح اس میں بھی شبہ نہیں کہ باوجود اس کے پھر بھی ان احکام میں بہت سے مصالح اور اسرار ہیں اور گو مدار ثبوت احکام کا ان پر نہ ہو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا لیکن ان میں یہ خاصیت ضرور ہے کہ بعض طبائع کے لئے ان کا معلوم ہو جانا احکام شرعیہ میں مزید اطمینان پیدا ہونے کے لئے ایک درجہ میں معین ضرور ہے۔ گو اہل یقین راسخ کو اس کی ضرورت نہیں، لیکن بعض ضعفاء کے لئے تسلی بخش وقوت بخش بھی ہے (اور اس وقت ایسی طبائع کی کثرت ہے) اسی راز کے سبب بہت سے اکابر وعلماء مثل امام غزالی وخطابی وابن عبد السلام وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام میں اسی قسم کے لطائف ومعانی مذکور بھی پائے جاتے ہیں۔ چونکہ ہمارے زمانہ میں تعلیم جدید کے اثر سے جو آزادی طبائع میں آ گئی ہے اسی سے بہت سے لوگوں میں ان مصالح کی تحقیق کا شوق اور مذاق پیدا ہوگیا ہے اور گو اس کو اصل علاج تو یہی تھا کہ ان کو اس سے روکا جائے (چنانچہ بعض اوقات یہ مذاق مضر بھی ہوتا ہے) لیکن تجربہ سے اس میں استثناء طالبین صادقین کے عام لوگوں کو اس سے روکنے کے مشورہ دینے میں کامیابی متوقع نہیں تھی اس لئے **تسہیلاً للطامہ و تیسیر علی العامۃ** بعض اہل علم بھی جستہ جستہ اس میں تحریر وتقریر کرنے لگے ہیں اور اگر ان تقریرات وتحریرات میں حدود شریعہ کی رعایت ملحوظ رکھی جاتی، تو ان کو کافی سمجھ کر کسی نئے مجموعہ کی ضرورت نہ ہوتی، مگر علوم حقہ و اتباع علوم حقہ کی قلت اور آراء فاسدہ اور اتباع اہوا مختلفہ کی کثرت کے سبب بکثرت ان میں تجاوز عن الحدود سے کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی ایک ایسی ہی کتاب جس کو کسی صاحب علم نے لکھا ہے مگر علم وعمل کی کمی کے سبب تمام تر رطب ویابس وغث وسمین سے پر ہے ایک دوست کی بھیجی ہوئی میرے پاس دیکھنے کی غرض سے آئی ہوئی رکھی ہے اس کو دیکھ کر خیال پیدا ہوا کہ اس کا دوسرا بدل لوگوں کو بتلایا جاوے اس کے مطالعہ سے روکنا خارج عن القدرۃ ہے۔ اس لئے اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک مستقل ذخیرہ ان مضامین کا جو ان مفاسد سے مبرا ہو ایسے لوگوں کے

لئے مہیا کیا جاوے۔ تا کہ اگر کسی کو ایسا شوق ہو تو وہ اس کو دیکھ لیا کریں کہ ایسا مورث منافع نہ ہوگا تو دافع مضار تو ہوگا۔ البتہ جس طبیعت میں مصالح کے علم سے احکام الٰہیہ کی عظمت وقعت کم ہو جاوے یا وہ ان کو مدار احکام سمجھنے لگے کہ ان کے انتفاء سے احکام کو منتفی اعتقاد کرے یا ان کو مقصود بالذات سمجھ کر دوسرے طریق سے ان کی تحصیل کو بجائے اقامت احکام کے قرار دے لے جیسا کہ اوپر بھی ان مضار کی طرف اجمالاً اس قول میں اشارہ بھی کیا گیا ہے۔ "چنانچہ بعض اوقات یہ مذاق مضر بھی ہوتا ہے"۔ سو ایسے طبائع والوں کو ہرگز اس کے مطالعہ کی اجازت نہیں ہے۔ بہر حال یہی وہ ذخیرہ ہے جو آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ احقر نے غایت بے تعصبی سے اس میں سے بہت سے مضامین کتاب مذکور بالا سے بھی جو کہ موصوف بصحت تھے لے لئے ہیں اور اس میں احکام مشہودہ کی کچھ کچھ وہی مصلحتیں مذکور ہوں گی جو اصول شرعیہ سے بعید نہ ہوں اور افہام عامہ کے قریب ہوں۔ مگر یہ مصلحتیں نہ سب منصوص ہیں نہ سب مدار احکام ہیں اور نہ ان میں انحصار ہے محض ایک نمونہ ہے۔ اس بحث میں ہمارے زمانہ سے کسی قدر پہلے زمانہ میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ لکھ چکے ہیں۔ سنا ہے کہ اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ مگر عوام کو اس کا مطالعہ مناسب نہیں کہ غامض زیادہ ہے اور اس ہمارے زمانہ میں ایک مصری فاضل ابراہیم آفندی اعلیٰ المدرس بالمدرسۃ الخدیویہ نے ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام اسرار الشریعۃ ہے اور جو ۱۳۲۸ھ میں مصر کے مطبع الواعظ میں چھپی ہے اور اس کے قبل ایک رسالہ حمیدیہ شائع ہو چکا ہے۔ مگر یہ دونوں نئی کتابیں عربی زبان میں ہیں، جن میں سے حمیدیہ کا ترجمہ اردو تو کئی سال ہوئے ہو چکا ہے اور اس دوسری کتاب اسرار الشریعۃ کا ترجمہ کاندھلہ میں مولوی حافظ محمد اسماعیل کر رہے ہیں۔

میرے اس مجموعہ کے ساتھ ان کتابوں کا مطالعہ کرنا معلومات میں ترقی دے گا۔ اور چونکہ طرز ہر ایک کا جدا ہے اس لئے ایک دوسرے سے مغنی نہ سمجھا گیا۔ میں نے ان دونوں کتابوں کا ذکر اس مصلحت سے بھی کیا ہے اور اس لئے بھی کہ میرے اس عمل کو تفرد نہ سمجھا جائے اور اس تفرد کے شبہ کو صاحب حجۃ اللہ البالغہ نے بھی خطبہ میں اس کی اصل کو کتاب وسنت کے اشارات واضحہ سے نکال کر رفع فرمایا ہے اور بطور مثال کے اس کے بعض ماخذ کو بھی بیان فرمایا ہے۔ اور نام اس کا **المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ** رکھتا ہوں۔ حق تعالیٰ اس کو اس کے موضوع میں نافع اور ترددات اور شکوک فی الاحکام کا واقع فرماوے۔ والسلام

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

یکم رجب یوم الخمیس ۱۳۳۴ھ

اس مقدمہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے سامنے کسی دوست کی بھیجی ہوئی ایک کتاب رکھی تھی، جس کے مصنف کا نام آپ کسی مصلحت کے پیش نظر نہیں لینا چاہتے۔اور دوسرے یہ کہ آپ نے اسی کتاب میں سے بہت سے مضامین کو، جو کہ موصوف بصحت تھے، لے لئے ہیں۔اور ان کو اپنی کتاب کا حصہ بنایا ہے۔

جب میں نے آپ کی کتاب کے مضامین کا جائزہ لینا شروع کیا، تو یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ وہ اول سے آخر تک عین اسی ترتیب کے مطابق انہیں موضوعات پر مشتمل ہیں، جو مولوی محمد فضل خان کی کتاب "اسرار شریعت" میں پائے جاتے ہیں۔گویا ان موضوعات سے ہٹ کر کوئی موضوع شامل کتاب نہیں کیا گیا۔سوائے چند اخباری تراشوں کے، جو کتاب کے آخر میں شامل کئے گئے ہیں۔

پھر جب میں نے دونوں کتابوں کا تقابلی مطالعہ کیا، تو یہ بات کھلی کہ سوائے محدودے چند الفاظ کے کتاب کا سارا متن حرف بحرف عین وہی ہے، جو "اسرار شریعت" میں چھپ چکا تھا۔

اس کا جائزہ اگلے اوراق میں پیش کیا جائے گا، جس سے ثابت ہو جائے گا کہ مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب دراصل پوری کی پوری چوری شدہ ہے، جس کا ۹۵ فیصد متن مولوی محمد فضل خان کی کتاب مذکورہ بالا سے نقل کر دیا گیا ہے۔اس کے باوجود جناب تھانوی صاحب فرماتے ہیں۔

> "احقر نے غایت بے تعصبی سے اس میں بہت سے مضامین کو کتاب مذکورہ بالا سے بھی جو کہ موصوف بصحت تھے لے لئے ہیں اور اس میں احکام مشہودہ کی کچھ کچھ وہی مصلحتیں مذکور ہوں گی، جو اصول شرعیہ سے بعید نہ ہوں اور افہام عامہ کے قریب ہوں ."

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس وجہ سے موصوف نے نہ صرف اس کتاب کا عنوان درج نہیں کیا، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ مصنف کا نام بھی چھپائے رکھا۔کیا آپ کو یہ خطرہ تھا کہ قارئین کہیں اس کتاب کو حاصل کر کے نہ جان جائیں کہ آپ کی کتاب پوری کی پوری مذکورہ کتاب سے نقل شدہ ہے۔یوں بھی اردو زبان و ادب پر نظر رکھنے والے قارئین کتاب کے مقدمہ کو پڑھنے کے بعد جان چکے ہوں گے کہ موصوف ایک انتہائی بوسیدہ اور عربی الفاظ سے بوجھل زبان لکھنے سے ہٹ کر کچھ لکھنے کے قابل نہیں تھے۔بالخصوص جس شخص نے یہ مقدمہ لکھا ہے، وہ کسی صورت میں بھی اس کتاب کے باقی ماندہ ابواب لکھنے سے قاصر تھا۔جس کی زبان مقدمے کی زبان سے یکسر مختلف ہے۔اگلے صفحوں پر آپ کی کتاب کے اقتباسات کو "اسرار شریعت" کے بالمقابل رکھا جائے گا، جس سے یہ بات کھل جائے گی کہ موصوف کی کتاب مکمل طور پر "اسرار شریعت" کا چربہ ہے۔جس میں سوائے محدودے چند الفاظ کے رد و بدل کے ساری عبارت نقل کر دی گئی ہے۔یہ دونوں کتابیں بازار میں موجود ہیں اور قاری ان کا آپس میں مقابلہ کر کے دیکھ سکتا ہے کہ کیا جناب مولوی اشرف علی تھانوی پر لگایا جانے والا الزام درست ہے یا نہیں۔ذیل میں دونوں کتابوں کے متعلقہ اقتباسات آمنے سامنے درج کئے جاتے ہیں۔

اسرار شریعت ۔مؤلفہ مولوی محمد فضل خان

احکام الٰہی میں وجوہات واغراض متعددہ کی حکمتیں

یہ بات ثابت و مسلم ہے کہ خدا کی پیدا کردہ ادویہ میں مصالح واغراض متعدد ہوتے ہیں۔ایسا ہی اس کے احکام میں متعدد حکمتیں و اسرار مودع ہیں۔ چنانچہ ایک ایک جڑی بوٹی و دوا میں اس نے صدہا اوصاف وخواص رکھے ہیں۔حتیٰ کہ ایک ہی دوا سے کئی کئی امراض کا دفیعہ ہو جاتا ہے ۔لہٰذا بقاعدہ ء مذکورہ ذیل میں جس قدر وضو کی حکمتیں و اسرار ہم بیان کریں گے،وہ سب اس میں پائی جاتی ہیں۔

(۱) ترک غفلت۔اب ہم ترتیب وار وضو کی حکمتیں آیات قرآنی و احادیث نبویّہ و کتب علم الابدان سے لے کر بطور خلاصہ لکھتے ہیں۔لہٰذا واضح ہو کہ وضو انسان کو ظاہری و باطنی گناہوں وغفلت کے ترک کرنے پر آگاہ کرتا ہے۔اگر نماز بغیر وضو کے پڑھنی مشروع ہوتی تو انسان اسی طرح پردہ ءغفلت میں سرشار اور غافلانہ نماز میں داخل ہو جاتا۔کیونکہ وہ دنیاوی ہموم وشواغل میں پڑ کر نشیلے آدمی کی طرح ہو جاتا ہے۔لہٰذا اس نشئہ غفلت کو اتارنے کے لئے وضو مشروع ہوا ہے۔تاکہ انسان باخبر و باحضور ہو کر خدا کے آگے کھڑا ہو۔

احکام اسلام عقل کی نظر میں ۔از اشرف علی تھانوی

احکام الٰہی میں وجوہات واغراض متعددہ کی حکمتیں

یہ بات ثابت و مسلم ہے کہ خدا کی پیدا کردہ ادویہ میں مصالح و اغراض متعدد ہوتے ہیں۔ ایسا ہی اس کے احکام میں متعدد حکمتیں و اسرار و رموز ہیں۔ چنانچہ ایک ایک جڑی بوٹی و دوا میں اس نے صدہا اوصاف وخواص رکھے ہیں۔حتیٰ کہ ایک ہی دوا سے کئی کئی امراض کا دفیعہ ہو جاتا ہے ۔ لہٰذا بقاعدہ ء مذکورہ ذیل میں جس قدر وضو کی حکمتیں و اسرار ہم بیان کریں گے، وہ سب اس میں پائی جاتی ہیں۔ بلکہ اور بھی بہت سی حکمتیں اس میں اور دوسرے احکام میں ایسی بھی ہیں، جہاں تک ہمارا علم نہیں پہنچا۔

اول حکمت وضو ترک غفلت۔اب ہم ترتیب وار وضو کی حکمتیں آیات قرآنی و احادیث نبویّہ و کتب علم الابدان سے لے کر بطور خلاصہ لکھتے ہیں۔لہٰذا واضح ہو کہ وضو انسان کو ظاہری و باطنی گناہوں اور غفلت کے ترک کرنے پر آمادہ کرتا ہے ۔ اگر نماز بغیر وضو کے پڑھنی مشروع ہوتی تو انسان اسی طرح پردہ ءغفلت میں سرشار اور غافلانہ نماز میں داخل ہو جاتا۔وہ دنیاوی ہموم وشواغل میں پڑ کر نشیلے آدمی کی طرح ہو جاتا ۔ لہٰذا اس نشئہ غفلت کو اتارنے کے لئے وضو مشروع ہوا ہے تاکہ انسان باخبر و باحضور ہو کر خدا کے آگے کھڑا ہو۔

اسرار شریعت

(۲) حفظ ما تقدم ۔ مشاہدہ وطبی تجارب اس امر پر شاہد ہیں کہ انسان کے اندرونی جسم کے زہریلے مواد اطراف بدن کو خارج ہوتے رہتے ہیں اور وہ ہاتھ پاؤں و اطراف منہ وسر پر آ کر ٹھہر جاتے ہیں۔ اور مختلف اقسام کے زہریلے پھوڑوں و پھنسیوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ بُری جو اکثر ہاتھوں یا پاؤں کی انگلیوں پر آ کر نکلتی ہے، وہ بھی جسم کے زہریلے مواد کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے، جسکا ظہور ایک موذی پھوڑے کی شکل میں ہوتا ہے اور اطراف بدن کو دھونے سے وہ گندے مواد رفع ہوتے رہتے ہیں یا جسم کے اندر ہی ان کا جوش پانی سے بجھ جاتا ہے یا خارج ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ حدیث نبویؐ میں صریح اس امر کی طرف اشارہ ملتا ہے اور بیماری کے جرم جو ان اندامون پر آ کر ٹھہرتے ہیں، وہ دھونے سے رفع ہو جاتے ہیں۔

(۳) حصول حب الٰہی ۔ بہ نیت اطاعت الٰہی ظاہر و باطنی نظافت کا پابند خدا تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِیۡنَ ۔ترجمہ یعنی خدا تعالیٰ باطنی و ظاہری طہارت وصفائی کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے پس جس صفت سے انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بننے کا شرف عطا ہو، لازم ہے کہ اس سے متصف رہے۔

(۴) غلبہ ملکیّت بر بہیمیّت ۔ جب طہارت کی کیفیت نفس میں راسخ ہو جاتی ہے، تو ہمیشہ کیلئے نور مَلکی کا ایک شعبہ اس میں ٹھہر جاتا ہے اور بہیمیّت کی تاریکی کا حصّہ مغلوب ہو جاتا ہے۔ وضو کرنے سے نیکیوں کے لکھے جانے اور خطاؤں کے محو ہونے کے یہی معنے ہیں۔ پس جس انسان کی مَلکی حالت غالب اور بہیمیّت مغلوب ہو، وہ کامل طور پر خدا تعالیٰ کا حضوری بن سکتا ہے۔

احکام اسلام عقل کی نظر میں

دوم حکمت وضو حفظ ما تقدم ۔ مشاہدہ وطبی تجارب اس امر پر شاہد ہیں کہ انسان کے اندرونی جسم کے زہریلے مواد اطراف بدن کو خارج ہوتے رہتے ہیں اور وہ ہاتھ پاؤں و اطراف منہ وسر پر آ کر ٹھہر جاتے ہیں۔ اور مختلف اقسام کے زہریلے پھوڑے و پھنسیوں کی شکل میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور اطراف بدن کو دھونے سے وہ گندے مواد رفع ہوتے رہتے ہیں۔ یا تو جسم کے اندر ہی ان کا جوش پانی سے بجھ جاتا ہے یا خارج ہوتا رہتا ہے۔

سوم حکمت وضو حصول حب الٰہی ۔ بہ نیت اطاعت الٰہی ظاہر و باطنی نظافت کا پابند خدا تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِیۡنَ ۔ترجمہ یعنی خدا تعالیٰ باطنی وظاہری طہارت وصفائی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔ پس جس صفت سے انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بننے کا شرف عطا ہو، لازم ہے کہ اس سے متصف رہے۔

چہارم حکمت وضو غلبہ ملکیّت بر بہیمیّت ۔ جب طہارت کی کیفیت نفس میں راسخ ہو جاتی ہے، تو ہمیشہ کے لئے نور مَلکی کا ایک شعبہ اس میں ٹھہر جاتا ہے اور بہیمیّت کی تاریکی کا حصّہ مغلوب ہو جاتا ہے۔

(۵) ازدیاد عقل ۔طہارت سے طبیعت میں عقل کا مادہ بڑھتا رہتا ہے۔پس جہاں عقل تام ہوگی، وہاں حضورالٰہی بھی تام ہوگا۔

(۶) عود ونور وسرور۔گناہوں وکسالت کے باعث، جو روحانی نور وسرور اعضاء سے سلب ہو چکا تھا،وضو کرنے سے دوبارہ ان میں عود کر آتا ہے ۔ یہی روحانی نور قیامت میں اعضائے وضو میں نمایاں طور پر درخشاں ظاہر ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ غُرًّا مُحَجِّلِیْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَّسْتَطِیْلَ غُرَّتَه' فَلْیَفْعَلْ ۔یعنی قیامت کے دن میری امت کو جب پکارا جائے گا،تو وضو کے آثار سے انکے ہاتھ پاؤں اور چہرے روشن ہوں گے ۔اسلئے تم میں سے جو کوئی اپنی روشنی بڑھا سکے وہ بڑھالے۔ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔تَبْلُغُ الْحِلْیَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ یَبْلُغُ الْوُضُوْءُ ۔ترجمہ۔یعنی جہانتک وضو کا پانی پہنچے گا،وہاں تک مؤمن کو جنت کا زیور پہنایا جائے گا۔

(۷) قرب ملائکہ۔طہارت کی وجہ سے انسان کو فرشتوں کے ساتھ قرب واتصال ہوجاتا ہے۔لہٰذا وہ اس قابل ہوجاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے دربار میں اس کو شرف باریابی عطا ہو۔ کیونکہ طہارت کی وجہ سے انسان کو شیاطین سے بُعد ہوجاتا ہے۔

(۸) شعار الٰہی میں بطہارت داخل ہونا۔ چونکہ نماز عظیم الشان شعائر اللہ میں سے ہے، لہٰذا شعار الٰہی میں داخل ہونے کے لئے وضو لازم ٹھہرایا گیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ ۔یعنی نماز کی کنجی وضو ہے

پنجم حکمت وضو ازدیاد عقل ۔طہارت سے طبیعت میں عقل کا مادہ بڑھتا رہتا ہے ۔ پس جہاں عقل تام ہوگی، وہاں حضورالٰہی بھی تام ہوگا۔

ششم حکمت وضو عود ونور وسرور۔گناہوں وکسالت کے باعث ،جو روحانی نور و سرور اعضاء سے سلب ہو چکا تھا،وضو کرنے سے دوبارہ ان میں عود کر آتا ہے ۔ یہی روحانی نور قیامت میں اعضائے وضو میں نمایاں طور پر درخشاں ظاہر ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ غُرًّا مُحَجِّلِیْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَّسْتَطِیْلَ غُرَّتَه' فَلْیَفْعَلْ ۔یعنی قیامت کے دن میری امت کو جب آوے گی،تو وضو کے آثار سے انکے ہاتھ پاؤں اور چہرے روشن ہوں گے ۔ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔تَبْلُغُ الْحِلْیَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ یَبْلُغُ الْوُضُوْءُ ۔ترجمہ۔یعنی جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا،وہاں تک مؤمن کو جنت کا زیور پہنایا جائے گا۔

ہفتم حکمت وضو قرب ملائکہ۔طہارت کی وجہ سے انسان کو فرشتوں کے ساتھ قرب واتصال ہوجاتا ہے۔لہٰذا وہ اس قابل ہوجاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے دربار میں اس کو شرف باریابی عطا ہو۔ کیونکہ طہارت کی وجہ سے انسان کو شیاطین سے بُعد ہوجاتا ہے۔

ہشتم حکمت وضو شعار الٰہی میں بطہارت داخل ہونا ۔ چونکہ نماز عظیم الشان شعائر اللہ میں سے ہے، لہٰذا شعار الٰہی میں داخل ہونے کے لئے وضو لازم ٹھہرایا گیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ ۔یعنی نماز کی کنجی وضو ہے۔

(۹) عرض حال ۔ رعایا کو بغرضِ عرض حال و مطلب اور احکام شاہانہ سننے کے لئے دربار شاہی میں جانے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اور اس وجہ سے تمام آداب و تعظیمات، جو وقت حضوری دربار بجالاتے ہیں، وہ سوال ہی کی مدّ میں شمار کئے جاتے ہیں ۔ مگر عرض مطلب کے لئے زبان اور حکم سننے کے لئے کان چاہئیں ۔ ایسا ہی حضورِ دربار کے لئے ہاتھ، منہ، پاؤں کا دھونا اور درستی لباس کی ضرورت ہے اور یہ سب کچھ مدِّ سوال و عرضِ حال ہی میں شمار کئے جاتے ہیں ۔ الغرض جب امراء و سلاطین کے حضور جاتے یا کسی عمدہ اور پاکیزہ کام کا قصد کرتے ہیں، تو ان اعضائے وضو کو دھولیتے ہیں ۔ کیونکہ ان پر اکثر گرد و غبار و میل و کچیل کا اثر بوجہ ان کی برہنگی کے ہوتا رہتا ہے اور باہم ملاقات کے وقت بھی یہی اعضا نظر پڑتے ہیں ۔

(۱۰) حصول تقویت و بیداری اعضائے رئیسہ ۔ تجربہ سے شہادت ملتی ہے کہ ہاتھ پاؤں کے دھونے سے اور منہ و سر پر پانی چھڑکنے سے نفس پر بڑا اثر پڑتا ہے اور اعضائے رئیسہ میں تقویت و بیداری پیدا ہو جاتی ہے ۔ غفلت و خواب اور نہایت بیہوشی اس فعل سے دور ہو جاتی ہے ۔ اس تجربہ کی تصدیق حاذق اطبّاء سے ہو سکتی ہے ۔ کیونکہ غشی ہو یا زیادہ اسہال آتے ہوں یا کسی کی زیادہ فصد لی گئی ہو ۔ اس کے اعضائے مذکورہ پر پانی چھڑکنا تجویز کرتے ہیں ۔ چنانچہ علامہ قرشی نے اپنی کتاب موجز کے صفحہ ۱۴ پر اور دیگر اطباء نے بھی لکھا ہے ۔ **فانہ ینعش الحرارۃ الغیزۃ و یقویھا وینفع الغشی الحادث عن الکرب الحمامی وغیرہ** ۔ ترجمہ ۔ یعنی منہ ہاتھ پاؤں پر

نہم حکمت وضو عرض حال ۔ رعایا کو بغرضِ عرض حال و مطلب اور احکام شاہانہ سننے کے لئے دربار شاہی میں جانے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اور اس وجہ سے تمام آداب و تعظیمات، جو وقت حضوری دربار بجالاتے ہیں، وہ سوال ہی کی مدّ میں شمار کئے جاتے ہیں ۔ مگر جیسے عرض مطلب کے لئے زبان اور حکم سننے کیلئے کان چاہئیں ۔ ایسا ہی حضورِ دربار کے لئے ہاتھ، منہ، پاؤں کا دھونا اور درستی لباس کی ضرورت ہے اور یہ سب کچھ مدِّ سوال و عرضِ حال ہی میں شمار کئے جاتے ہیں ۔ پس جب امراء و سلاطین کے حضور جاتے یا کسی عمدہ اور پاکیزہ کام کا قصد کرتے ہیں، تو ان اعضاء وضو کو دھولیتے ہیں ۔ کیونکہ ان پر اکثر گرد و غبار و میل و کچیل کا اثر بوجہ ان کی برہنگی کے ہوتا رہتا ہے اور باہم ملاقات کے وقت بھی یہی اعضا نظر پڑتے ہیں ۔

دہم حکمت وضو حصول تقویت و بیداری اعضائے رئیسہ ۔ تجربہ سے شہادت ملتی ہے کہ ہاتھ پاؤں کے دھونے سے اور منہ و سر پر پانی چھڑکنے سے نفس پر بڑا اثر پڑتا ہے اور اعضائے رئیسہ میں تقویت و بیداری پیدا ہو جاتی ہے ۔ غفلت و خواب اور نہایت بیہوشی اس فعل سے دور ہو جاتی ہے ۔ اس تجربہ کی تصدیق حاذق اطبّاء سے ہو سکتی ہے ۔ کیونکہ جس کو غشی ہو یا زیادہ اسہال آتے ہوں یا کسی کی زیادہ فصد لی گئی ہو ۔ اس کے اعضائے مذکور پر پانی چھڑکنا تجویز کرتے ہیں ۔ چنانچہ علامہ قریشی نے اپنی کتاب موجز اور دیگر اطباء نے بھی لکھا ہے ۔ فانہ **ینعش الحرارۃ الغریزۃو یقویھاو ینفع الغشی الحادث عن الکرب الحمامی وغیرہ** ۔ ترجمہ ۔ یعنی منہ ہاتھ پاؤں پر پانی چھڑکنا حرارت غریزی

پر پانی چھڑکنا حرارت غریزی کو تازہ اور قوی کر دیتا ہے۔ اور حمام وغیرہ کی تکلیف سے جو بیہوشی پیدا ہو اس میں یہ امر نافع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کے لئے یہ امر ہوا کہ اپنے نفس کی کاہلی اور پژمردگی وسستی وکثافت کو بذریعہ وضو دور کرے، تا کہ خدا تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہونے کے لائق ہو سکے۔ کیونکہ وہ سدا ہوشیار و بیدار ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَ لَا نَوْمٌ ۔ یعنی خدا تعالیٰ کو غفلت و نیند نہیں پکڑتی۔ پس غافل و کاہل اس کے حضور میں کھڑے ہونے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ نشہ و مستی کی حالت میں نماز پڑھنا مشروع نہیں ہوئی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکَارٰی ۔ ترجمہ۔ یعنی نماز کے نزدیک نہ جاؤ جبکہ تم نشہ کی حالت میں ہو۔ کسی نشہ باز کو کسی ظاہری بادشاہ کے دربار میں بحالت نشہ جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ پس جب کہ نشہ باز و شرابی بحالت نشہ وغفلت ایک دنیاوی حاکم کے دربار میں باریاب نہیں ہو سکتا، تو نشہ باز و غافل انسان جیسی حالت بنائے ہوئے کسی کو احکم الحاکمین کے دربار میں کب شرف باریابی عطا ہو سکتا ہے۔ نشہ کی حالت میں نماز اسی لئے ممنوع ہوئی کہ نشہ باز کو بحالت نشہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ منہ سے کیا کہہ رہا ہے اور اس کے دل میں کیا گذر رہی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ۔ یعنی نماز اس حالت میں پڑھو کہ تمہارے دل کو معلوم ہو، جو کچھ زبان سے کہہ رہے ہو۔ یعنی ان کلمات سے تمہارے دل کا واقف و دانا ہونا ضروری ہے، جو تمہارے منہ سے نکل رہے ہیں۔ جن کو تم اپنی زبان سے پڑھ رہے ہو۔

(اسرار شریعت۔ جلد اول ص ۴۸۔۵۱)

کو تازہ اور قوی کر دیتا ہے۔ اور حمام وغیرہ کی تکلیف سے جو بیہوشی پیدا ہو اس میں یہ امر نافع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کے لئے یہ امر ہوا کہ اپنے نفس کی کاہلی اور پژمردگی وسستی وکثافت کو بذریعہ وضو دور کرے، تا کہ خدا تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہونے کے لائق ہو سکے۔ کیونکہ وہ سدا ہوشیار و بیدار ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَ لَا نَوْمٌ ۔ یعنی خدا تعالیٰ کو غفلت و نیند نہیں پکڑتی۔ پس غافل و کاہل اسکے حضور میں کھڑے ہونے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ نشہ و مستی کی حالت میں نماز پڑھنا مشروع نہیں ہوئی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکَارٰی ۔ ترجمہ۔ یعنی نماز کے نزدیک نہ جاؤ جبکہ تم نشہ کی حالت میں ہو۔

کسی نشہ باز کو کسی ظاہری بادشاہ کے دربار میں بحالت نشہ جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ پس جب کہ نشہ باز و شرابی بحالت نشہ وغفلت ایک دنیاوی حاکم کے دربار میں باریاب نہیں ہو سکتا، تو شخص نشہ باز و غافل انسان جیسی حالت بنائے ہوئے کو احکم الحاکمین کے دربار میں کب شرف باریابی عطا ہو سکتا ہے۔ نشہ کی حالت میں نماز اسی لئے ممنوع ہوئی کہ نشہ باز کو بحالت نشہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ منہ سے کیا کہہ رہا ہے اور اس کے دل میں کیا گذر رہی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ۔ یعنی نماز اس حالت میں پڑھو کہ تمہارے دل کو معلوم ہو، جو کچھ زبان سے کہہ رہے ہو۔ یعنی ان کلمات سے تمہارے دل کا واقف و دانا ہونا ضروری ہے، جو تمہارے منہ سے نکل رہے ہیں۔ جن کو تم اپنی زبان سے پڑھ رہے ہو"۔

(احکام اسلام عقل کی نظر میں۔ حصہ اول۔ صفحات ۱۵۔۲۱)

آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ دونوں تحریروں میں سوائے محدودے چند الفاظ کے ردو بدل کے کوئی فرق نہیں

ہے۔ جناب مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک معاصر عالم کی کتاب کو، جو ان کی کتاب سے چھ برس قبل چھپی تھی اور جس کا دوسرا ایڈیشن نکل چکا تھا، کتر و بیونت کے عمل کا نشانہ بنایا۔ "اسرار شریعت" کی تین جلدیں ہیں، جو ۱۱۰۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب نے غالباً سرخ روشنائی سے اس کتاب کے دو تہائی حصوں پر قلم پھیر دیا اور باقی بچنے والے حصوں کو جو تین سو صفحات پر مشتمل تھا، اپنی تصنیف قرار دے دیا۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ موصوف کا مقصد اس کتاب کا خلاصہ نکالنا تھا، تب بھی یہ سوال اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے کہ جس کتاب کا ۹۵ فیصد متن مولوی محمد فضل خان کے قلم سے نکلا تھا، وہ کیسے مولوی اشرف علی صاحب کی تصنیف بن گئی؟

اس قصے کا ایک دوسرا پہلو بھی جناب مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی شہرت پر دھبہ بن کر ابھرا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب مولوی محمد فضل خان یہ کتاب لکھ رہے تھے، تو وہ اس وقت تک ابھی جماعت احمدیہ کے رکن تھے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب میں سے اور بعض دوسرے احمدی علماء کی تحریروں سے حوالے اپنی کتابوں میں درج کرتے تھے۔ اس کا طریق عام طور سے یہ تھا کہ وہ حوالے کے طور پر مرزا غلام احمد کے نام میں سے صرف (احمد) اور مولوی نور الدین کے نام میں سے (نور) درج کرتے تھے جس کے ذریعہ دکھایا جانا مقصود تھا کہ متعلقہ تحریر کا اصل مصنف فلاں شخص ہے۔ مگر ایسی باریک باتوں کی طرف مولوی اشرف علی صاحب نے کوئی توجہ نہ دی اور تمام ایسے حوالوں کو یکسر محو کر دیا۔ اب اگر ان پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے مرزا غلام احمد کی کتابوں سے نقل کیا ہے، تو اس کی ذمہ داری خود ان پر پڑتی ہے۔ انہیں تو شاید علم ہی نہیں ہو سکا کہ وہ مرزا غلام احمد کی تحریر کو اپنی مزعومہ کتاب کا حصہ بنا رہے تھے۔ جماعت احمدیہ کے مؤرخ مولوی دوست محمد شاہد کی نظر مولوی اشرف علی تھانوی کی ان تحریروں پر پڑی تھی اور انہوں نے چند مضامین میں جناب تھانوی پر ادبی سرقے کا الزام لگایا تھا، مگر وہ بھی نہیں جان پائے کہ تھانوی صاحب سرے سے بے خبر تھے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں سے نقل کرنے کے مرتکب ہو رہے تھے۔ وہ تو اس بات پر خوش تھے کہ "اسرار شریعت" کی شکل میں ایک وقیع کتاب ان کے ہتھے چڑھ گئی تھی، جس کو وہ اپنی مرضی کے مطابق کاٹ چھانٹ کر اپنے نام سے شائع کرنے کے درپے تھے۔ کیا انہیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ ہندوستان میں حقوق طبع مصنف کے نام محفوظ تھے، جس کو سرورق کے پچھلے صفحے پر دیکھا جا سکتا ہے۔ مجھے تو اس بات پر بھی حیرت ہے کہ مولوی محمد فضل خان نے موصوف کے خلاف مقدمہ دائر نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ آپ کو علم نہ ہو سکا کہ آپ کی کتاب پر جناب مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے ہاتھ صاف کیا تھا۔ یا شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ مولوی اشرف علی صاحب کو عدالتوں میں لے جانے سے گریز کرنا چاہتے تھے۔

اگلے صفحوں پر مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں سے صرف ایک حوالہ درج کیا جا رہا ہے، جس کے بالمقابل وہ تحریر درج کی جائے گی، جو مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب میں پائی جاتی ہے۔ میرے سامنے پانچ ایسے حوالے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کے رکھے ہیں، جن کو "اسرار شریعت" کے واسطے سے موصوف نے اپنی کتاب کا حصہ بنایا تھا۔

وجہ تعیین اوقات پنجگانہ نماز

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں نماز کے پنجگانہ اوقات کی خصوصیت کی فلاسفی وحقیقت سمجھنے کے لئے اوقات خمسہ کے اوصاف مؤثرہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ فَسُبۡحَانَ اللّٰہِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَ حِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ وَ لَهُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوَاتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ عَشِیًّا وَ حِیۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ ۔ترجمہ۔خدا تعالیٰ کی یاد کا وقت ہے جب تم شام کرو اور جب صبح کرو اور اسکی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں آسمانوں وزمین میں اور پچھلے وقت اور دوپہر میں۔

عبارت قرآنی سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ان اوقات میں زمین وآسمان کے اندر تغیرات عظیمہ واقع ہوتے ہیں، جن میں خدا تعالیٰ کی جدید تسبیح وتحمید کا موقع آتا ہے۔اور ان تغیرات کا اثر انسانی روح وجسم دونوں پر واقع ہوتا ہے۔الغرض پنجگانہ نمازیں کیا ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے۔تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں، جو تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے ان کا وارد ہونا ضروری ہے، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

وجہ تعیین نماز ظہر

ا۔ پہلے جب کہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے۔مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہو۔ یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا۔ سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے۔کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا۔ اسکے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی۔جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع

وجہ تعیین اوقات پنجگانہ نماز

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں نماز کے پنجگانہ اوقات کی خصوصیت کی فلاسفی وحقیقت سمجھنے کیلئے اوقات خمسہ کے اوصاف مؤثرہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔ فَسُبۡحَانَ اللّٰہِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَ حِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ وَ لَهُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوَاتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ عَشِیًّا وَ حِیۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ ۔ترجمہ۔خدا تعالیٰ کی یاد کا وقت ہے جب تم شام کرو اور جب صبح کرو اور اسکی خوبیاں بیان کیجاتی ہیں آسمانوں میں اور زمین میں اور پچھلے وقت اور دوپہر میں۔

عبارت قرآنی سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ان اوقات میں زمین وآسمان کے اندر تغیرات عظیمہ واقع ہوتے ہیں، جن میں خدا تعالیٰ کی جدید تسبیح وتحمید کا موقع آتا ہے۔اور ان تغیرات کا اثر انسانی روح وجسم دونوں پر واقع ہوتا ہے۔الغرض پنجگانہ نمازیں کیا ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے۔یعنی تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں، جو تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہارے فطرت کے لئے ان کا وارد ہونا ضرور ہے، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

وجہ تعیین نماز ظہر

(ا) پہلے جب کہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے۔مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہو۔ یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا۔سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے۔کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا۔اسکے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی۔جسکا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے

ہوتا ہے تا کہ جس کے قبضہ میں وہ زوال ہے اس کی قدرت کو یاد کر کے اس کی طرف توجہ کی جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت زوال کی ساعت کی نسبت فرمایا ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میرا کوئی عمل آسمان کی طرف صعود کرے۔

فرمایا رات کے فرشتوں سے پہلے دن کے فرشتے آسمان کی طرف صعود کرتے ہیں اور دن کے فرشتوں سے پہلے رات کے فرشتے صعود کرتے ہیں۔

اس وقت کے تغیرات کے آثار، جو جسم انسانی پر ظاہر ہوتے ہیں، طبیبوں نے اپنی طبی کتابوں میں بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ " مفرح القلوب شرح قانونچہ " میں لکھا ہے کہ " نوم بعد زوال کہ مسمّٰی است بہ حیلولہ لکونہ حاملاً بین النائم والصلوۃ محدث نسیان است"۔ ترجمہ۔ یعنی دوپہر کے بعد کی نیند، جس کو حیلولہ کہتے ہیں ،نسیان کا مرض پیدا کرتی ہے۔ اور حیلولہ اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ سونے والے اور نماز کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔

ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کی حکمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ **اذا اشتد الحر فابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم** ۔ترجمہ۔یعنی جب گرمی کی شدت ہو،تو ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو۔ کیونکہ گرمی شدّتِ جہنم کا اُبھان ہے۔اس سے یہ مطلب ہے کہ جنت و جہنم کا خدا تعالیٰ کے ہاں خزانہ ہے۔اس خزانہ سے اس عالم میں کیفیات مناسبہ اور منافرہ کا فیضان ہوتا رہتا ہے۔ اور کاسنی وغیرہ کے متعلق جو حدیث آتی ہے، اس کی بھی یہی تاویل ہے۔

تا کہ جس کے قبضہ میں وہ زوال ہے اسکی قدرت کو یاد کر کے اسکی طرف توجہ کی جاوے ۔ آنحضرت ﷺ نے زوال کی نسبت فرمایا ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میرا کوئی عمل آسمان کی طرف صعود کرے۔ نیز اس وقت کے تغیر کا بھی یہی مقتضا ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف توجہ کی جاوے۔ چنانچہ اس تغیر کے آثار، جو جسم انسانی پر ظاہر ہوتے ہیں، طبیبوں نے اپنی طبی کتابوں میں بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ " مفرح القلوب شرح قانونچہ " میں لکھا ہے کہ " نوم بعد زوال کہ مسمّٰی است بہ حیلولہ لکونہ حاملاً بین النائم والصلوۃ محدث نسیان است"۔ ترجمہ۔ یعنی دوپہر کے بعد کی نیند، جس کو حیلولہ کہتے ہیں ،نسیان کا مرض پیدا کرتی ہے۔اور حیلولہ اسکو اسلئے کہتے ہیں کہ سونے والے اور نماز کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔سو اس تغیر سے بچنے کے لئے بھی بجائے نوم کے اشتغال بالطاعۃ مصلحت ہے۔

ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کی حکمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ **اذا اشتد الحر فابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم** ۔ترجمہ۔یعنی جب سخت گرمی ہو،تو ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو۔ کیونکہ گرمی شدّتِ جہنم کا جوش ہے۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ جنت و جہنم کا خدا تعالیٰ کے ہاں خزانہ میں اس عالم میں کیفیات مناسبہ اور منافرہ کا فیضان ہوتا رہتا ہے۔

وجہ تعیین نماز عصر

(۲)۔دوسرا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو۔ مثلاً جب کہ تم

وجہ تعیین نماز عصر

(۲)۔ دوسرا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو۔ مثلاً جب کہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک اور تسلی کا نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اس پر جم سکتی ہے۔ اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی ہے۔ یہ ایسا وقت ہے کہ اس وقت کی غفلت کوئی تدارک نہیں رکھتی۔ اس وقت کی غفلت جسمانیت پر بہت بُرا اثر ڈالتی ہے۔ چنانچہ حضرت محمد ارزانی حکیم لکھتے ہیں کہ "نوم آخر روز کہ مسمّٰی است بفیلولہ باعث آفات کثیرہ است بہلاکت میکشد"۔ ترجمہ۔ یعنی دیگر وقت کی نیند، جس کو عربی میں فیلولہ کہتے ہیں، بہت بیماریاں پیدا کرتی ہے۔ بسا اوقات اس وقت کی نیند سے انسان ہلاک جاتا ہے۔

وجہ تعیین نماز مغرب

۳۔ تیسرا تغیر تم پر اُس وقت آتا ہے جب اس بلا سے رہائی پانے کی بکلّی امید منقطع ہو جاتی ہے مثلاً تمہارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گذر جاتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے اوسان خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جب کہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

(از اسرار شریعت۔ جلد اول۔ صفحات ۶۹۔۷۰)

بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اس پر جم سکتی ہے۔ اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ جس سے اپنے کمالات کے زوال کا احتمال قریب پر استدلال کرنا چاہیے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی ہے۔ یہ ایسا وقت ہے کہ اس وقت کی غفلت کوئی تدارک نہیں رکھتی۔ اس وقت کی غفلت جسمانیت پر بہت بُرا اثر ڈالتی ہے۔ چنانچہ محمد ارزانی حکیم لکھتے ہیں کہ "نوم آخر روز کہ مسمّٰی است بفیلولہ باعث آفات کثیرہ است بہلاکت میکشد"۔ ترجمہ۔ یعنی عصر کے وقت کی نیند، جس کو عربی میں فیلولہ کہتے ہیں، بہت بیماریاں پیدا کرتی ہے۔ بسا اوقات اس وقت کی نیند سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ سو اس کا یہی مقتضی ہے کہ بجائے نوم و غفلت کے عبادت میں مشغول ہو۔

وجہ تعیین نماز مغرب

(۳) تیسرا تغیر تم پر اُس وقت آتا ہے جب اس بلا سے رہائی پانے کی بکلّی امید منقطع ہو جاتی ہے، مثلا تمہارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کیلئے گذر جاتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے اوسان خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام ہوسنا کی کی امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

(از احکام اسلام عقل کی نظر میں۔ صفحات ۴۹۔۵۱)

اس باب کو یہاں پر نامکمل چھوڑا جاتا ہے۔ جو بات زیادہ اہم ہے وہ یہ ہے کہ یہ عبارت مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب " کشتی نوح" (ص ۶۹۔۷۰) سے مستعار لی گئی ہے۔ مولوی محمد فضل خان نے پانچوں نمازوں کے تعین کا احوال نقل کرنے کے بعد حوالہ کے طور پر لکھا تھا۔ (خاتم اولیاء) جس سے ان کی مراد مرزا غلام احمد قادیانی تھے۔ مگر مولوی اشرف علی تھانوی نے اس امر کو کوئی اہمیت نہ دی اور مکمل عبارت کو اس طرح درج کیا، جیسے وہ آپ کی اپنی تخلیق ہو۔ یہی نہیں مرزا صاحب کی کتابوں میں سے مولوی محمد فضل خان نے خنزیر کی حرمت، فلسفہ نکاح، فلسفہ اخلاق، قبور سے تعلق ارواح کے مضامین بھی مستعار لے کر درج کئے تھے۔ یہ سارے مضامین مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی مزعومہ کتاب "احکام اسلام عقل کی نظر میں" میں اس طرح درج کئے ہیں، جیسے وہ آپ کی اپنی تخلیق ہوں۔

"اسرار شریعت" جلد دوم میں ایک باب " کتاب الرق" کے عنوان سے شامل ہے، جو اسلامی غلامی کی فلاسفی سے متعلق ہے۔ یہ مضمون، جو ۱۷ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، مولوی محمد علی کا مرقومہ ہے، جو جماعت احمدیہ کی لاہوری جماعت کے صدر تھے۔ "اسرار شریعت" جلد دوم میں مضمون کے مصنف کا نام دیا گیا ہے۔ مگر مولوی اشرف علی تھانوی نے مصنف کا نام درج کئے بغیر اس میں سے دس صفحے نکال کر اپنی کتاب میں شامل کر دیئے ہیں اور خود اس کے خالق بن گئے ہیں۔ نمونے کے طور پر اس مضمون کا ایک حصہ درج ذیل کیا جا رہا ہے، جس کے بالمقابل تھانوی صاحب کی کتاب میں درج شدہ عبارت درج ہوگی، جس سے قارئین کرام جان جائیں گے کہ وہ مسروقہ ہے۔

کتاب الرق	**کتاب الرق**
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم	بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم
اسلامی غلامی کی فلاسفی	**اسلامی غلامی کی فلاسفی**
اور اسلام سے پہلے غلامی کی حالت	**اور اسلام سے پہلے غلامی کی حالت**
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ خَلَقَ النَّاسَ نَوۡعَيۡنِ اَلۡاَدَانِیۡ وَ الۡاَعَالِیۡ لِيَتَّخِذَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِيًّا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ مُحَمَّدِ الۡمُصۡطَفٰی وَ اَحۡمَدِ الۡمُجۡتَبٰی اَلَّذِیۡ جَعَلَه، اَعۡدَلِ النَّاسِ لِيَكُوۡنَ لَهُمۡ اُسۡوَةً حَسَنَةً وَ شَفِيۡعًا وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصۡحَابِهٖ هُدَاةِ طَرِيۡقِ الۡحَقِّ وَ حُمَاةِ الۡاِسۡلَام (ماخوذ از علامہ مولوی محمد علی صاحب۔ حوالہ باب کے آخر میں دیکھیں)	اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ خَلَقَ النَّاسَ نَوۡعَيۡنِ اَلۡاَدَانِیۡ وَ الۡاَعَالِیۡ لِيَتَّخِذَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِيًّا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ مُحَمَّدِ الۡمُصۡطَفٰی وَ اَحۡمَدِ الۡمُجۡتَبٰی اَلَّذِیۡ جَعَلَه، اَعۡدَلِ النَّاسِ لِيَكُوۡنَ لَهُمۡ اُسۡوَةً حَسَنَةً وَ شَفِيۡعًا وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصۡحَابِهٖ هُدَاةِ طَرِيۡقِ الۡحَقِّ وَ حُمَاةِ الۡاِسۡلَام

اما بعد۔ واضع ہو کہ، جن لوگوں نے غلامی کے خلاف لکھا ہے، انہوں نے اس کی ایسی تقبیح کی ہے اور اسے سرتاپا ایسا خوبیوں سے خالی اور مضرآت سے پُر ثابت کر کے دکھانے کی کوشش کی ہے کہ جو شخص ٹھنڈے دل سے اور جوش سے خالی ہو کر اس مضمون پر قلم اٹھاوے اور جس کا مقصد یہ ہو کہ ہر شئے کی تہہ تک پہونچے اور بدی پر اس وقت بھی لعنت بھیجنے کے لئے تیار ہو، جب وہ نیکی کا لباس پہن کر نکلے اور نیکی کی اس وقت بھی تعریف کرنے کے لئے آمادہ ہو، جب دنیا اس نیکی کو برا سمجھ رہی ہو۔ اس کا یہ فرض ہے کہ ابتداء ہی میں اس غلط فہمی کو دور کرے کہ غلامی کا رواج سراسر لغو اور فضول تھا، جس سے فائدہ کوئی نہ تھا بلکہ سراسر نقصان ہی نقصان تھا۔ میں اس رائے کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا۔ حق یہ ہے کہ انسانی سوسائٹی اپنی تدریجی ترقی میں ایسی حالتوں سے ہو گذری ہے کہ ان حالات کے ماتحت غلام بنانے میں نہ صرف وہ حق پر ہی تھی بلکہ ضروری تھا کہ ایسے حالات میں غلامی کا رواج ہوتا۔ دنیا میں بہت سے رواج اب تک چلے آتے ہیں جن پر غور کرو تو دل پر ایک دہشت سی پیدا کرتے ہیں ۔مگر تاہم بہت سی اغراض ترقی کے لئے ان کا جاری رہنا ضروری ہے۔ جس وقت ایک فتحیاب جرنیل بڑے بڑے جہازوں کو، جن پر ہزاروں انسان ملک کے چیدہ اور بہادر نوجوان موجود ہوتے ہیں، ایک دم میں غرق کر کے سمند کی تہہ میں پہونچا دیتا ہے یا ایک بڑے شہر پر گولہ باری کر کے بیشمار بیگناہ عورتوں اور بچوں کو تباہ کر دیتا ہے، تو کبھی اس کی آنکھ میں ایک آنسو بھی نہیں آتا۔

اما بعد۔ واضع ہو کہ، جن لوگوں نے غلامی کے خلاف لکھا ہے، انہوں نے اس کی ایسی تفضیح کی ہے اور اس کو سرتاپا ایسا خوبیوں سے اسقدر خالی اور مضرآت اسقدر سے پُر ثابت کر کے دکھانے کی کوشش کی ہے کہ جو شخص ٹھنڈے دل سے اور جوش سے خالی ہو کر اس مضمون پر قلم اٹھاوے (جس کا یہ مقصد ہو کہ ہر شئی کی تہہ تک پہنچے اور بدی پر اس وقت بھی لعنت بھیجنے کے لئے تیار ہو، جبکہ وہ نیکی کا لباس پہن کر نکلے اور نیکی کی اس وقت بھی تعریف کرنے کیلئے آمادہ ہو، جبکہ تمام دنیا اس نیکی کو برا سمجھ رہی ہو۔ اس شخص کا یہ فرض ہوگا کہ ابتداء ہی میں اس غلط فہمی کو دور کرے کہ غلامی کا رواج سراسر لغو اور فضول تھا، جس سے کوئی فائدہ نہ تھا بلکہ سراسر نقصان ہی نقصان تھا۔ اس لئے میں بھی اس غلط فہمی کو دور کرتا ہوں۔ پس سنیئے حق یہ ہے کہ انسانی سوسائٹی اپنی تدریجی ترقی میں ایسی حالتوں سے ہو گزری ہے کہ ان حالات کے ماتحت غلام بنانے میں نہ صرف وہ حق ہی پر تھے بلکہ ضروری تھا کہ ایسے حالات میں غلامی کا رواج ہوتا۔ تو دنیا میں بہت سے رواج اب تک ایسے چلے آتے ہیں کہ جن پر غور کرو تو دل پر ایک دہشت سی پیدا کرتے ہیں ۔مگر تاہم بہت سی اغراض ترقی کے لئے ان کا جاری رہنا ضروری ہے۔ جس وقت ایک فتحیاب جرنیل بڑے بڑے جہازوں کو، جن پر ہزاروں انسان ملک کے چیدہ اور بہادر نوجوان موجود ہوتے ہیں، ایک دم میں غرق کر کے سمند کی تہہ میں پہنچا دیتا ہے یا ایک بڑے شہر پر گولہ باری کر کے بیشمار بیگناہ عورتوں اور بچوں کو تباہ کر دیتا ہے، تو کبھی اس کی آنکھ میں ایک آنسو بھی نہیں آتا۔

کیا اس حوالے کو دیکھنے کے بعد بھی کوئی شخص اس بارے میں شک وشبہ کرسکتا ہے کہ جناب مولوی اشرف علی تھانوی نے نہ صرف یہ عبارت سرقہ کی ہے بلکہ ان کی کتاب اول تا آخر "اسرار شریعت" کا چربہ ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں، ان کی ایک اور چالا کی بھی سامنے آتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ کی کتاب میں چند نامور علماء کے حوالے ان کے ناموں کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ شاید وہ اس طریق سے یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ ان کی کتاب میں دوسرے علماء کی رائے کو درج کیا گیا ہے اور حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔ مگر اس میں ایک نقص ہے اور وہ یہ کہ جملہ حوالے "اسرار شریعت" میں موجود ہیں اور وہیں سے مستعار لئے گئے ہیں۔ شاید موصوف ان علماء کی آراء کو اپنے نام نامی کی طرف منسوب کرنے سے ڈرتے تھے، کیونکہ ان علماء کی آراء سے عوام بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ ان میں ابن قیم جوزی، ابن عربی، امام غزالی، مولوی محمد قاسم نانوتوی اور دوسرے علماء شامل ہیں۔

کتاب کے آخر میں مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا۔ "التماس۔ یہاں تک لکھنے کے بعد متفرق تحریرات مختلف مضامین پر پہلے سے اپنے پاس رکھی یاد آئیں، جن میں خاص خاص امور پر عقلی گفتگو کی گئی ہے۔ تو ان تحریرات کو بھی بطور ضمائم اس مجموعہ کا جزو بنا دینا مناسب معلوم ہوا"۔

چنانچہ یہاں پر چار ضمیمے درج ہوئے ہیں، جن میں سے ایک موصوف کی اپنی تحریر ہے، جبکہ باقی تحریریں اخباروں میں سے نقل شدہ شذرات ہیں۔ پوری کتاب میں صرف یہ ایک حصہ ہے، جو "اسرار شریعت" سے نقل شدہ نہیں ہے۔ میرے اندازے کے مطابق مولوی اشرف علی تھانوی کا اپنا حصہ پوری کتاب میں دو فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔ اگر ان شذرات کو کتاب کا حصہ مان لیا جائے، تو مولوی محمد فضل خان مؤلف "اسرار شریعت" کا حصہ اس کتاب میں پچانوے فیصد بنتا ہے۔ آپ کی کتاب کے کوائف درج ذیل ہیں۔

اسرار شریعت۔ سہ جلد
مؤلفہ مولوی محمد فضل خان
مقام اشاعت۔ چنگا بنگیال۔ طبع اول ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ء
(طبع دوم ۱۹۱۱ء۔ طبع سوم ۱۹۲۵ء۔ طبع چہارم ۲۰۱۱ء)

اس کتاب کا چوتھا ایڈیشن جرمنی اور امریکہ سے شائع ہوا ہے۔ پاکستانی ایڈیشن انشاءاللہ بہت جلد لاہور سے چھپ کر شائع ہوگا۔ اس کتاب کو انٹرنیٹ پر دیکھا جاسکتا ہے جہاں پر کتاب کی خریداری کا بھی انتظام ہے۔

www.amazon.com

امازون کے ویب سائٹ پر جا کر "اسرار شریعت" کو تلاش کریں۔ یہ کتاب امازون کے مختلف ملکوں میں قائم شدہ اسٹوروں سے بھی خریدی جاسکتی ہے۔ ایک ایسا اسٹور ہندوستان میں بھی پایا جاتا ہے۔